International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

پاکستانی معاشرے میں انتہاپسندی کی تین بنیادی وجوہات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل (تجزیاتی مطالعہ)

Three main causes of extremism in Pakistani society and their solution in the light of Islamic teachings (analytical study)

1. Dr. Nadeem Abbas,
Lecturer, NUML Islamabad,Pakistan
Email: nab514@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-3886-9954

2. Dr. Sajid ur Rahman,
Post-Doctoral Fellowship IRI IIUI Islamabad,
Desk Officer, KPK Textbook Board Peshawar,
Email: dr.sajidrehmanorakzai@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-2769-3401

To cite this article: Dr. Nadeem Abbas and Dr. Sajid ur Rahman. 2022. "پاکستانی معاشرے میں انتہاپسندی کی تین بنیادی وجوہات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل (تجزیاتی مطالعہ): Three main causes of extremism in Pakistani society and their solution in the light of Islamic teachings (analytical study)". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 142-153.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 142-153
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-11/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u11
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	10 June 2022

License: This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

Extremism is a big challenge facing the world. The states of East and West are trying to deal with it and are formulating their strategies at every level. Pakistan has also been facing extremism. In the time of Ali Karamullah Wajha, the extremist group which faced the Muslim state in the form of Kharijites, where it harmed the Muslim unity, at the same time it was decided that such groups are not acceptable in the Islamic state. There are three main reasons for extremism in Muslim societies, especially in Pakistan. The first reason is misunderstandings. Misunderstandings lead to hatred and hatred leads to enmity. The other major cause of extremism is the negative role of the Imam of the mosque and the Khatib. The third and final reason is intolerance. Disagreement and diversity were made a source of

controversy instead of breadth and beauty and it was declared intolerable to ponder over trivial matters. When one does not listen to the other, the result is intolerance and extremism. In this article, we will know these three reasons in detail. What are the Islamic teachings about these three reasons for extremism? It will be discussed in detail.

Keywords: Extremism, misunderstandings, Imams, Preachers, Intolerance

1. انتہاپسندی کا مفہوم

عربی زبان میں انتہاءسندی کو غلو کہا جاتا ہے، عرب اہل لغت کے اقوال کی روشنی میں:

"الغُلُوُّ: تجاوز الحدّ" [1]

حد سے بڑھ جانا غلو کہلاتا ہے

امام راغب الاصفہانیؒ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"الغلو: الخروج عن القصد، ومفارقة العدل" [2]

اعتدال سے نکلنا اور میانہ روی سے دور ہو جانا غلو کہلاتا ہے۔

انگریزی زبان کی بات کی جائے تو اس میں لفظ "Extremism" انتہا پسندی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اس کی تعریف کچھ یوں ہے:

"Extremism: Political, Religious etc. Ideas or actions that are extreme and not normal, reasonable or acceptable to most people." [3]

"ایسے سیاسی، مذہبی خیالات یا اقدامات جو نارمل کیفیت سے نکل کر انتہا تک پہنچ جائیں اور لوگوں کی اکثریت کے ہاں وہ معقول یا قابل قبول نہ ہوں انتہاپسندی کہلاتے ہیں۔"

مذہبی انتہاپسندی سے متعلق امام فخر الدین رازی نے اس کی بڑی خوبصورت تعریف کی ہے:

"والغلو نقيض التقصير. ومعناه الخروج عن الحد، وذلك لأن الحق بين طرفي الإفراط والتفريط، ودين الله بين الغلو والتقصير" [4]

غلو کمی کے برعکس ہے۔ غلو یعنی حد سے نکل جانا، اور یہ اس لیے کہ درست بات اس افراط و تفریط کے درمیان ہوتی ہے اور اللہ کا دین بھی افراط و تفریط کے درمیان ہی ہے۔

---

[1] Alragib, Alasfahani, Abulqasim, Al-Hussain bin Muhammad, Almufradaat fi Ghareeb-il-Quran, Darulqalam Beirut, 1412 H, Vol.1, Pg. 613

[2] Alragib, Alasfahani, Abulqasim, Al-Hussain bin Muhammad, Tafseer Ragib Asfahani, Quliya tul Adaab, Jamia Tantana, 1420 H, Vol. 4, Pg. 238

[3] .Oxford Advanced Learner's Dictionary of Current English A S Hornby ,seventh edition Oxford University Press,P.541

[4] Alrazi, Fakhrudden, Muhammad bin Umer bin Alhassan, Mafateeh Algaib, Darul-Ahya-atturaas-ul-Arbi Beirut, 1420 H, Vol. 12, Pg. 411

ان تمام تعریفوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انتہا پسندی بنیادی طور پر جادہ حق کو چھوڑ کر آگے بڑھ جانے یا پیچھے رہ جانے کا نام ہے۔ یہ ایسی کیفیت ہے جس میں انسان عام کیفیت میں نہیں ہوتا بلکہ معاشرے اور قوم سے الگ نظریات کا حامل ہو جاتا ہے جو عام افراد کو کسی طور پر قبول نہیں ہوتے۔ جب عام آدمی اس رائے کو قبول نہیں کرتا تو اختلاف جنم لیتا ہے اور انتہا پسند اپنے نظریات پر اڑا رہتا ہے معاشرے میں عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔ انتہا پسندی تشدد کا پہلا زینہ ہے اگر معاشرے اور مین سٹریم سے الگ ہونے والے گروہوں کو بروقت ادلہ سے قائل کر کے مثبت انداز میں معاشرے کا حصہ بنالیا جائے تو ٹھیک نہیں تو بڑے مسائل جنم لیتے ہیں۔

2. غلط فہمیاں

ہم ایک جیسے معاشرے میں زندگی کرتے ہیں اور ایک مختلف تہواروں کو بھی اکٹھے منا رہے ہوتے ہیں مگر وقت کی رفتار اتنی تیز ہو گئی اور رابطے کے ذرائع بھی سکڑ کر رہ گئے ہیں اس کی وجہ سے مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ مختلف نظریات کے گروہ الگ الگ رہتے ہیں اور کچھ لوگ ان میں غلط فہمیاں پیدا کر دیتے ہیں جب ان غلط فہمیوں کو دور نہیں کیا جاتا تو وہ دلوں سے محبت کو نکال دیتی ہے اور اگلے مرحلے میں نفرت پیدا کرتی ہیں۔ نفرت کا نتیجہ رنجش انتہاء پسندی اور باہمی عداوت کی صورت میں نکلتا ہے۔ عملی طور پر دیکھیے ہم پاکستانی معاشرے میں بسنے والے غیر مسلموں کے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہیں اور ان کے بارے میں ایسے خیالات رکھتے ہیں جو ان کے نہیں ہیں۔ اسی طرح ہم مسلمان مسلک کے بارے میں بھی بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔

یہ ایک عمومی رویہ ہے کہ ایک خاص مکتب فکر کو تکفیری کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ ان میں بڑے بڑے علماء ہیں جو ایسے فتاوی نہ دینے کی وجہ سے قتل کیا گئے اور انہوں نے امت کو جوڑنے کی کوشش کی۔ ایک مکتب فکر کو قبر پرست اور مشرک کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ ان کے علماء درباروں پر ہونے والے غیر شرعی اعمال سے برات کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک مسلک کو منکر قرآن کہہ دیا جاتا ہے اور اس بنیاد پر ان سے نفرت کی جاتی ہے حالانکہ ان کے علما نے ہزاروں کی تعداد میں تفاسیر لکھی ہیں۔ اسی طرح کسی مسلک کو گستاخ نبی قرار دے دیا جاتا ہے وہ اس انداز میں نبی ﷺ کو نہیں مانتے جس انداز میں ہم نبی اکرم ﷺ کو مانتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب ایک شخص گستاخ رسول ہو گیا، یا مشرک اور منکر قرآن ہو گیا تو اس کے نتیجے میں اس کے خلاف فتوے دینا اور معاشرے کی ایسی ذہن سازی کرنا جس سے انتہا پسندی پھیلے وہ بہت آسان ہو جائے گا اس لیے ضروری ہے کہ ہم ان غلط فہمیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں تاکہ اس کے نتیجے میں آنے والی انتہا پسندی بھی ختم ہو جائے ہم ان وجوہات کا جائزہ لیں جن سے یہ غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں:

2.1 پروپیگنڈا

غلط فہمیاں چاہیے خاندانی سطح کی ہوں یا انتہاپسندی پیدا کرنے والی ہوں ان کی ایک بنیادی وجہ پروپیگنڈا ہے ایک غلط یا اختلافی بات کو اتنا زیادہ دہرایا جاتا ہے کہ لوگ اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اور بغیر تحقیق کیے مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔حالانکہ مسلمانوں کا یہ طریقہ کار نہیں تھا قرآن کریم نے جھوٹے پروپیگنڈے سے بچنے کا طریقہ کار بتایا تھا ارشاد باری تعالی ہوتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"[5]

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو، کہیں نادانی میں تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔

اب تحقیق اور جستجو کے فقدان کی وجہ سے بستیاں جلادی جاتی ہیں اور بعد میں پتہ چلتا ہے کہ بات ہی غلط تھی۔اس کا حل فقط یہی ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق ہر خبر کے پیچھے دوڑنے کی بجائے سچائی کی تلاش میں دوڑا جائے۔

2.2 جہالت پر مبنی گفتگو

انتہاء پسندی کی ایک بنیادی وجہ جہالت ہے اور جب جاہل بات کرتا ہے تو اس سے معاشرے میں انتہاء پسندی جنم لیتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی جاہل بات کرے گا یا حد سے بڑھ جائے گا یا پیچھے رہ جائے گا ہر دو صورت میں وہ اعتدال پر نہیں رہے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا"[6]

اور اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ہے کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے بازپرس ہو گی۔

اسی اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے ہمیں علم بانٹنے اور علم تلاش کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ ہم جہالت سے بچ سکیں آپ فرماتے ہیں:

"قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ"[7]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تلاشِ علم کی راہ پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

جاہل انتہاء پسندی پھیلاتا ہے اور عالم علم سے اسے جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے اسی خصوصیت کی وجہ سے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"[8]

---

[5] Al-Quran, Al-Hujurat, 49:6
[6] Al-Quran, Al-Isra, 17:36
[7] Qasheri, Muslim bin Hajjad, Sahi Muslim, Hadith 2699 & Sajistani, Abu Dawood, Sunan Abu Dawood, Hadith, 1455, Mososaatur-Risaala, Beirut
[8] Al-Quran, Al-Zummar, 39:9

ہدیجئے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے یکساں ہو سکتے ہیں؟
آپ ﷺ نے مسجد کو مرکز علم بنایا اور صفہ جیسے عظیم ادارے کی سرپرستی یہیں پر فرمائی۔

2.3 ایک دوسرے کی طرف آمد ورفت کا نہ ہونا

مسالک کے لوگوں کا ایک دوسرے کی طرف آنا جانا بہت کم ہے، جب مسجد، مدرسہ اور وفاق تک مسلک کی بنیاد پر موجود ہے تو ایسے میں باہمی آمد و رفت نہیں ہوتی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غلط افواہوں پر یقین کر لیا جاتا ہے اور غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔ یہی غلط فہمیاں بعد میں نفرت اور دشمنی کی بنیاد بن جاتی ہیں۔ نبی رحمت نے فرمایا تھا:

"اختلاف امتی رحمة"[9] میری امت کا آنا جانا رحمت ہے۔

آج نبی آخر الزمان ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اس سے باہمی غلط فہمیاں دور ہوں گی اور محبتیں بڑھیں گی۔

2.4 موثر نصاب کا نہ ہونا

نصاب تعلیم کئی طرح کے مسائل کا شکار ہے اس میں ایک بہت بڑی کمی ہے کہ اس میں ادیان میں مسالک کا تعارف نہیں ہے۔ اس کے نہ ہونے کا نقصان یہ ہے کہ لوگ سنی سنائی باتوں پر ایک دوسرے کے متعلق رائے قائم کر لیتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں وطن دشمنوں اور شر پھیلانے والوں کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے کہ وپروپیگنڈا کے ذریعے نفرتیں پیدا کر کے معاشرے میں انتہاپسندی کو فروغ دیں۔

2.5 میڈیا کے مثبت کردار کی کمی

موجودہ دور میں میڈیا کا کردار مثبت نہیں ہے بلکہ میڈیا منفی کردار ادا کر رہا ہے۔ میڈیا کے ذریعے سے انتہا پسندی کو فروغ مل رہا ہے۔ صرف ماہ رمضان المبارک کی نشریات کو دیکھ لیں، اللہ کا یہ مہینہ محبتوں اور عبادتوں کا مہینہ ہے مگر اس میں سحری اور افطاری کے وقت پر پیار محبت اور ہم آہنگی کا پیغام دینے کی بجائے مسالکی اختلافات کو بھڑکایا جاتا ہے۔ بعض اوقات تو یوں لگتا ہے کہ جیسے باقاعدہ کوئی میدان جنگ لگا ہوا ہے۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ میڈیا کے کردار کو نفرت پھیلا کر انتہاپسندی کو فروغ دینے والے کی بجائے غلط فہمیاں دور کر کے محبتیں پھیلانے والا ہونا چاہیے۔

2.6 فرقہ ورانہ سوچ

ہمارے معاشرے میں مساجد، مدارس کے بورڈ اور لباس تک فرقہ ورانہ ہو چکا ہے ایسے میں معاشرے میں پر ایک فرقہ ورانہ سوچ مسلط ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب گھر سے لے کر مسجد تک اور مسجد سے لے کر مدرسہ تک صرف اپنے ہی

---

[9]Imam Hanbal, Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, Mososaatur-Risaala, Beirut, 1st Edition 2001, Vol. 30, Pg. 391

مسلک کی باتیں سنتی ہیں اور مخالف مسلک کی رائے تک نہیں سنتی تو اس کے نتیجہ میں محدود فکر جنم لیتی ہے جس میں دوسرے کے لیے جگہ نہیں ہوتی۔ ایسی سوچ کے مالک لوگ جب معاشرے میں جاتے ہیں تو اپنے ساتھ فرقہ ورانہ سوچ بھی لے کر جاتے ہیں۔ یہی سوچ معاشرے میں انتہا پسندی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

3. امام مسجد اور خطیب کا کردار

مسجد اسلامی تہذیب کی علامت اور وحدت امت کی امین ہے۔ ائمہ مساجد اس کے اسی کردار کے تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے ہیں جو عصر پیغمبر ﷺ سے متصل ہوتا ہے۔ خطباء اسلام کی دعوت کو گھر گھر پہنچانے کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں وحدت امت کا حصول ایک بہت بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ تفرقہ بازی اور نفرتیں زیادہ ہیں۔ ایسے میں مسجد کے امام اور خطیب کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہو جاتی ہیں، سب سے پہلے جاننے کی کوشش کریں گے کہ موجودہ دور میں امام مسجد اور خطیب کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ نفرت آمیز تقاریر، فرقہ واریت پر مبنی مواد کی اشاعت، کفریہ فتاوی، فقہی مسائل کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا، لاوڈ سپیکر کا بے تحاشہ اور غیر ضروری استعمال، تعصب پر مبنی رویے، ایک دوسرے کے بارے میں منفی مفروضوں پر ذہن سازی اور مسلک کی بنیاد پر مساجد کی تقسیم یہ وہ چیلنجز ہیں جو موجودہ دور میں بعض اماموں اور خطیبوں کے رویے سے جنم لے چکے ہیں اور جن کی وجہ سے امت میں باہمی افتراق کی سی صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد ہم جاننے کی کوشش کریں گے کہ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں مسجد اور مسجد کے امام کے کردار کیا ہونا چاہیے؟ اسی طرح ایک خطیب کے لیے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کس طرح نمونہ عمل ہے؟ امن، محبت، بھائی چارے، باہم جوڑنے، نفرتیں ختم کرنے اور تنازعات کو حل کرنے سے سمیت دیگر وہ سیرت طیبہ کے وہ کیا اصول ہیں جن کی بنیاد پر ریاست مدینہ جیسا مثالی ماحول پیدا ہوتا ہے۔

4. معاشرے میں مساجد کا کردار

عہد رسالت ﷺ میں مساجد کا کردار بہت وسیع تھا۔ وزارت خارجہ، وزارت داخلہ، وفود سے ملاقات، پالیسی بیانات جاری کرنے کی جگہ، باہمی مسائل کا حل، تعلیمی مرکز اور عدالت عظمی بھی مسجد میں ہی تھی۔ علمائے کرام اور خطبائے دین کا کردار بہت اہم ہے، عام عوام تو بہت سادہ ہے وہ ان کے کہے کو دین سمجھتی ہے اور ان کے حکم کو خدا کا حکم تصور کرتی ہے۔ اس وقت پاکستانی معاشرے میں عمومی طور پر خطباء اور ائمہ مساجد کا کردار وہ نہیں رہا جو ہونا چاہیے تاہم چند ان پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہیں جو امت کو توڑنے اور فرقہ واریت کا موجب بن رہے ہیں۔

5. وحدت مخالف اقدار

5.1 فرقہ ورانہ تقاریر

مساجد ودیگر مذہبی مقامات سے انتہاپسند تقاریر کی جاتی ہیں جس سے انتہاپسندی جنم لیتی ہے حالانکہ قرآن نے اس سے منع فرمایا ہے:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"[10] اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

5.2 جہالت پر مبنی گفتگو سے پرہیز

جہالت پر مبنی گفتگو کی جاتی ہے اور اسلام کی غلط تشریح ہزاروں لوگوں کے سامنے بیان کی جاتی ہے جو انتہاپسندی پھیلنے کی ایک اہم وجہ ہے۔ارشاد باری تعالی ہوتا ہے:

"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ"[11] اور اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ہے۔

5.3 سنی سنائی باتوں سے پرہیز

انتہاپسندی کے بہت سے واقعات کی بنیاد سنی سنائی باتیں ہوتی ہیں جب بعد میں ان کی تحقیق کی جاتی ہے تو وہ سب نے سروپا نکلتی ہیں جب امام مسجد یا خطیب یہ باتیں کرتے ہیں تو فساد ہو جاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا"[12] اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی (مبنی بر حق) باتیں کیا کرو۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہوتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"[13]

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو، کہیں نادانی میں تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔

5.4 شعلہ بیانی

ان آگ پھینکنے والے خطیبوں اور ائمہ نے امت کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔اسلام ہمیں دعوت کے پیار و محبت والے اسلوب کو اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

"ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ"[14]

(اے رسول) حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے رب کی راہ کی طرف دعوت دیں اور ان سے بہتر انداز میں بحث کریں۔

---

[10] Al-Quran, Ala-Imran, 3:103
[11] Al-Quran, Al-Isra, 17:36
[12] Al-Quran, Al-Ahzaab, 33:70
[13] Al-Quran, Al-Hujraat, 49:6
[14] Al-Quran, Al-Nahl, 16:125

5.5 غلو سے پرہیز

اپنا نظریہ اور اپنا عقیدہ رکھنے میں ہر شخص آزاد ہے مسائل تب جنم لینے لگتے ہیں جب اپنے عقیدے میں غلو کو جگہ دی جاتی ہے۔ جب امام مسجد اور خطیب ایسا کرتے ہیں تو معاشرے میں انتہا پسندی جنم لگیتی ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

"قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ"[15]

کہہ دیجئے: اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو پہلے ہی گمراہی میں مبتلا ہیں اور دوسرے بہت سے لوگوں کو بھی گمراہی میں ڈال چکے ہیں اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ص فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَبِّي فَقَالَ مَا لَكَ لَعَنَكَ اللَّهُ رَبِّي وَ رَبُّكَ اللَّهُ أَمَا وَ اللَّهِ لَكُنْتَ مَا عَلِمْتُكَ لَجَبَاناً فِي الْحَرْبِ لَئِيماً فِي السِّلْمِ."[16]

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ پر سلام ہو میرے رب! آپ نے فرمایا: کیا ہے تجھے؟ اللہ جل جلالہ کی لعنت ہو تجھ پر! میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے، بخدا میں جانتا ہوں کہ تو جنگ میں ڈرپوک تھا اور امن میں شقی ہے۔

5.6 بامقصد گفتگو کا فقدان

بامقصد گفتگو سے ہی معاشرے میں انتہا پسندی اور نفرت کا خاتمہ ہو گا جب امام مسجد اور خطیب چٹکلوں کو مشغلہ بنا لیں اور محض وقت گذاری کریں تو مسائل جنم لیں گے ان کے چٹکلوں سے انتہا پسندی کی جڑیں مضبوط ہوں گی۔ ارشاد باری تعالی ہوتا ہے:

"أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ"[17]

کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہیں عبث خلق کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹائے نہیں جاؤ گے ؟

کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تمہیں عبث خلق کیا ہے اور تم ہماری طرف پلٹائے نہیں جاؤ گے ؟

ہماری تخلیق کا مقصد عبث نہیں ہے تو ہمیں عبث امور میں زندگی کو ضایع نہیں کرنا چاہیے بلکہ بامقصد گفتگو کے ذریعے معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔

---

[15] Al-Quran, Al-Maida, 5:77
[16] Ikhtiar Marfaat-ur-Rijaal, Al-Raqim:534
[17] Al-Quran, Al-Mominoon, 23:115

5.7 معاملات میں عدل

ویسے تو سب کو عدل و انصاف سے کام لینا چاہیے جہاں تک خطیب اور امام مسجد کی بات ہے تو ان کی ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں کیونکہ وہ اسلام کے نمائندے ہیں۔ انہیں ہر صورت میں عدل سے کام لینا چاہیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ"[18]

کسی قوم کی دشمنی تمہاری بے انصافی کا سبب نہ بنے، (ہر حال میں) عدل کرو! یہی تقویٰ کے قریب ترین ہے۔

عدل و انصاف کے قیام میں مسلک، مذہب اور رشتہ داری کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔

5.8 امام و خطیب کا مثبت سوشل کردار

سیرت طیبہ کا یہ اہم پیغام ہے، صلح کرانا، کتابخانوں کا قیام، شادیوں میں مدد، روزگار کی فراہمی میں مدد، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری اور بلا تفریق مذہب و ملت سب کی خدمت کے لیے کوشاں رہنا یہ وہ کردار ہے جو عہد نبوی کے مسلم مبلغین میں موجود تھا۔ آج اسی کردار کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

5.9 ہم آہنگی پر مبنی اور محبت پر مبنی تقاریر

قرآن کی تعلیمات یہ ہیں کہ معاشرے کے استحکام کے لیے باہمی پیار و محبت پر مبنی گفتگو کرنی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ"[19]

کہہ دیجئے: اے اہل کتاب! اس کلمے کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔

اسی طرح قرآن ہمیں محبت اور نرمی کا حکم دیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ"[20]

(اے رسول) یہ مہر الٰہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے اور اگر آپ تندخو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

6. عدم برداشت

6.1 وجہ فساد عدم برداشت

عدم برداشت معاشرے میں بڑھتا ہوا رجحان ہے یہ جہاں معاشرتی جھگڑوں کا جنم دے رہا ہے وہیں انتہا پسندی کو بھی جنم دے رہا ہے۔ بدامنی اور فساد ہمارے انہی اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ"[21]

[18] Al-Quran, Al-Maida, 5:8
[19] Al-Quran, Ala-Imran, 3:64
[20] Al-Quran, Ala-Imran, 3:159
[21] Al-Quran, Al-Roum, 30:41

لوگوں کے اپنے اعمال کے باعث خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہو گیا تاکہ انہیں ان کے بعض اعمال کا ذائقہ چکھایا جائے، شاید یہ لوگ باز آجائیں۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرے میں امن ہو اور فساد کا خاتمہ ہو تو ہمیں معاشرے سے عدم برداشت کو ختم کرنا ہو گا۔

6.2 برداشت اور سیرت نبی اکرم ﷺ

نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا اہم پہلو معاشرے میں ایک دوسرے کو برداشت کرنا اور ایک دوسرے کو معاف کرنا ہے سیرت کے یہ دو واقعات ہماری رہنمائی کرتے ہیں:

ایک بدونے آپ ﷺ کی چادر اس زور سے کھینچی کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک سرخ ہو گئی۔ آپ ﷺ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا وہ بولا کہ میرے اونٹوں کو گندم سے لاد دے۔ اور گستاخانہ جملے بھی کہے۔ آپ ﷺ نے اس کے اونٹوں پر جَو اور کھجوریں لدوا دیے اور کچھ تعرض نہ فرمایا۔[22] اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

”طاقتور وہ نہیں جو کسی دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ اصل طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے“۔[23]

ہمارے معاشرے میں انتہا پسندی کی بنیادی وجہ غصے میں آپے سے باہر ہو جانا ہے۔

6.3 معاملات میں برداشت

موجودہ دور میں چھوٹے چھوٹے معاملات میں اس قدر عدم برداشت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ نوبت قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے نبی اکرم ﷺ کی سیرت اس کے برعکس ہے۔ آپ نے ایک یہودی کا قرض دینا تھا اس نے آپ ﷺ سے انتہائی گستاخانہ انداز میں یہ قرض طلب کیا حضرت عمرؓ نے اس کا سر قلم کرنے کی اجازت طلب کی اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے عمرؓ! تمہیں چاہئے تھا کہ مجھے حسن ادا کی تلقین کرتے اور اسے حسن طلب کی“۔[24]

6.4 دیگر مسالک کی عبادتگاہیں اور برداشت

موجودہ دور میں یہ دیکھا گیا ہے کہ مسجد کی تعمیر ہو تو مخالف مسلک کے لوگ عدالت چلے جاتے ہیں اور دیگر مذاہت کی عبادت گاہ ہو تو بھی معاملہ مظاہرے تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فراتا ہے:

"وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ"[25]

---

[22] Shibli Nomani & Suleman Nadvi, Seerat-ut-Nabi, Vol. 2, Pg. 213.
[23] Sahi Muslim, Hadith:2014
[24] Urdu Daira Maarif Islamia, Vol. 19, Pg. 129
[25] Al-Quran, Al-Hajj, 22:40

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے روکے نہ رکھتا تو راہبوں کی کوٹھڑیوں اور گرجوں اور عبادت گاہوں اور مساجد کو جن میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے منہدم کر دیا جاتا۔

جہاں بھی ذکر خدا ہو اللہ تعالی اس مقام کی حفاظت فرماتا ہے اس لیے ہیں بھی چاہیے کہ اس سیرت الہی کی پیروی کریں۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔

بنو ثقیف کا وفد جب آپؐ سے صلح کا معاہدہ کرنے مدینہ آیا تو اس وقت کو مسجد نبوی میں ٹھہرانے کا بندوبست کیا۔ نماز اور خطبہ کے دوران وہ مسجد میں موجود رہتے تھے۔ پھر یہ لوگ زکوۃ دیتے تھے اور نہ جہاد میں شرکت۔[26]

اس وقت تک ظاہر ابنو ثقیف نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دیگر مسالک و مذاہب کے لوگوں کو مساجد میں آنے کی اجازت دی جا سکتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں دیگر مسالک و مذاہب کی عبادتگاہوں کے متعلق وسعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

6.5 اعتدال کی راہ

اعتدال کا راستہ ہی بہترین راستہ ہے اور ہمیں اسی کو اختیار کرنا چاہیے افراط و تفریط کی ہمیں تعلیم نہیں دی گئی اللہ کے نبی ﷺ کی پوری زندگی اعتدال کا عظیم الشان نمونہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ"[27] "غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔"

امام نوویؒ (م676ھ) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ، أي المتعمقون الغالون المجاوزون الحدود في أقوالهم وأفعالهم "[28]

"یعنی وہ لوگ جو بہت زیادہ غلو کرنے والے اور اقوال وافعال میں حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں۔"

6.6 بدلہ انتہا پسندی کو جنم دیتا ہے

بدلہ لینے کی خواہش جھگڑے کا طول دیتی ہے اور نسل در نسل تنازعات چلتے ہیں۔ عرب کے جاہلی معاشرے میں یہی طریقہ قائم تھا اور لوگ نسلوں سے ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس طریقہ کار کی وجہ سے ان کی زندگی اجیرن بن چکی تھی اللہ کے نبی ﷺ نے بدلے کو معافی سے بدل کر تنازعے اور انتہا پسندی کی جڑ کاٹ دی۔ مکہ والوں نے ہر اذیت آپ ﷺ کو دی تھی مگر جب آپ ﷺ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے اور اہل مکہ سب سے کے سب آپ ﷺ کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر سب کو معاف کر دیا تھا:

---

[26] Sunan Abu Dawood, Hadith, 1451
[27] Sahi Muslim, Vol. 4, Pg. 2055
[28] Al-Novi, Yahya bin Sharf, Abu Zakria, Al-Minhaaj Sharrah Sahi Muslim bin Hajaaj, Dar-ul-Ahya Atturaas Alarbi Beirut, 1392 H, Vol. 16, Pg. 220

"لَاتَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ"[29] آج تم پر کوئی عتاب نہیں ہو گا۔ تم آزاد کردہ ہو۔

7. نتائج

۱۔ معاشرے میں غلط فہمیوں سے انتہاپسندی پھیلتی ہے۔

۲۔ معاشرے میں سے غلط فہمیوں کا ازالہ باہمی آمدورفت کے ذریعے بہتر انداز میں کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ نصاب تعلیم میں مسالک ومذاہب کا تعارف شامل کیا جائے تاکہ انتہاپسندی کی یہ بنیاد ختم ہو۔

۴۔ امام مسجد اور خطیب کا کردار انتہائی اہم ہے اسے علما کے تعاون سے ریاستی دائرہ کار میں لایا جائے۔

۵۔ امام مسجد اور خطیب کے تربیتی کورس رکھے جائیں جس میں انہیں بین المسالک اور بین المذاہب ہم آہنگی کی خصوصی تربیت دی جائے۔

۶۔ فرقہ واریت پھیلانے والے امام مسجد اور خطیب پر بلا تفریق مسلک ومذہب قانونی کاروائی کی جائے۔

۷۔ معاشرے میں برداشت کلچر کو فروغ دینے کے لیے نصاب میں ایسے اسباق اور سرگرمیاں رکھی جائیں جس سے عدم برداشت کا خاتمہ ہو۔

۸۔ ایسی کانفرنس، سیمینارز، ٹی وی اور ریڈیو پروگرامز کا انعقاد کیا جائے جس سے معاشرے میں وسعت نظری پیدا ہو۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

[29] Abdul Hameed Kashak, Fi Rihaab-ut-Tafseer, Pg. 260, Maktaba Al-Misri Al-hadith, Qahira